3054- بیوی اپنے خاوند کو بخیل اور وہ اسے فضول خرچ کہتا ہے

سوال

میرے اور بیوی کے مابین مال کے بارہ میں بہت اختلافات رہتے ہیں وہ مجھ سے ہر وقت اور مہنگی اشیاء کا مطالبہ کرتی رہتی ہے ، اور میری مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتے ، میں نے شادی سے قبل اسے اور اس کے میکے والوں کو اپنی مالی حالت کے متعلق بھی بتایا تھا ۔
اب میں اور وہ ہمیشہ جھگڑے میں رہتے ہیں وہ مجھے بخیل اور میں اسے فضول خرچ ہونے کا اور مجھ پر طاقت سے زیادہ کا بوجھ ڈالنے کا الزام لگاتا ہوں ، اب مجھے اس مشکل میں کیا کرنا چاہیے جو کہ علیحدگی کی نوبت تک جا پہنچی ہے ؟

پسندیدہ جواب

بیوی کے حقوق میں سے عظیم حق یہ ہے کہ خاوند اس پر خرچ کرے اور اس کا نفقہ برداشت کرے ، اور اس کا نان نفقہ برداشت کرنا بندے کے لیے اللہ تعالی کے قرب اور اطاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔

نفقہ مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہے :

کھانا پینا ، لباس ، اور رہائش ، اور بیوی اپنے بدن اور اپنی بہتر رونق قائم رکھنے کے لیے جس چیز کی محتاج ہو ۔

آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیوی نفقہ میں کمی کی شکایت کرتی ہے ، اللہ تعالی نے یہ بتایا ہے کہ مرد ہی عورتوں پر خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچہ مردوں کے ذمہ ہے ، اور اسی وجہ سے انہیں سربراہی و حکمرانی اور ان پر فضیلت حاصل ہے ، کہ وہ ان کو مہر دیتے اور ان کا نفقہ برداشت کرتے ہیں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

{مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں} النساء (34) ۔

نفقہ کے وجوب پر قرآن وسنت اور اہل علم کا اجماع دلالت کرتا ہے ۔

کتاب اللہ سے دلائل :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو ، ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو} البقرۃ (233) ۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کچھ اس طرح ارشاد فرمایا :

{اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں} ۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کے بہت سے دلائل ملتے ہیں جن میں اہل وعیال اور جو اس کی پرورش میں ہوں کے نفقہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے :

جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے :

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ میں فرمایا :

عورتوں کے متعلق اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، انہیں تم نے اللہ تعالی کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے، اوران کی شرمگاہوں کو اللہ تعالی کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اوران کا تم پر نان ونفقہ اورلباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ۔ صحیح مسلم (183/8)۔

عمرو بن احوص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور میری نصیحت قبول کرو، وہ تو تمہارے پاس قیدی اوراسیر ہیں، تم ان سے کسی چیز کے مالک نہیں لیکن اگر وہ کوئی فحش کام اورنافرمانی وغیرہ کریں تو تم انہیں بستروں سے الگ کردو، اورانہیں مار کی سزا دو لیکن شدید اور سخت نہ مارو، اگر تووہ تمہاری اطاعت کرلیں تو تم ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو، تمہارے تمہاری عورتوں پر حق ہیں اورتمہاری عورتوں کے بھی تم پر حق ہیں، جسے تم ناپسند کرتے ہووہ تمہارے گھر میں داخل نہ ہو، اورنہ ہی اسے اجازت دے جسے تم ناپسند کرتے ہو، خبردار تم پر ان کے بھی حق ہیں کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اورانہیں کھانا پینا اوررہائش بھی اچھے طریقے سے دو)

اورحدیث میں (عوان عندکم) کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (1163) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1851) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اورمعاویہ بن حیدۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کسی ایک کی بیوی کا حق ہم پر کیا ہے ؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اورجب خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اوراس کے چہرے کو بدصورت نہ کہو اورچہرے پر نہ مارو۔

سنن ابوداود (244/2) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) مسند احمد (446/4)۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

خطابی کا کہنا ہے کہ اس میں عورت کے نان ونفقہ اورلباس کا وجوب پایا جاتا ہے، اوروہ خاوند کی حسب استطاعت وقدرت ہوگا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے تو پھر خاوند چاہے غائب ہو یا حاضر اسے ہر حالت میں دینا ہوگا، اوراگر اس کے پاس فی الوقت نہیں تو خاوند کے ذمہ واجب حقوق کی طرح یہ بھی قرض شمار ہوگا، چاہے اسے قاضی خاوند کی غیر موجودگی میں ہی فرض کرے یا نہ کرے۔ اھ

اوروھب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کے غلام نے انہیں کہا کہ میں بیت المقدس میں ایک مہینہ قیام کرنا چاہتا ہوں، تو انہیں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے کیا تو نے اس مہینے کا اپنے گھر والوں کو خرچہ دے دیا ہے ؟

اس نے جواب دیا : نہیں، تو وہ کہنے لگے : اپنے گھر واپس جاؤ اور انہیں ایک ماہ کا راشن دے کر آؤ، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اسے ضائع کردے ۔ مسند احمد (160/2) سنن ابو داود حدیث نمبر (1692) ۔

اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ہے :

آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اس کا خرچہ بند کردے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (245) ۔

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(یقینا اللہ تعالی ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارہ میں سوال کرے گا کہ آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا اسے ضائع کردیا، حتی کہ مرد سے اس کے گھر والوں کے بارہ میں بھی سوال ہوگا) صحیح ابن حبان، اور اسے صحیح الجامع میں حسن کہا ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر (1774) ۔

اور ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(اللہ تعالی کی قسم، تم میں سے کوئی ایک صبح جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹے اور اسے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بیچے اور اس کے ساتھ غنا حاصل کرے اور اس میں سے صدقہ و خیرات کرے اس کے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی مرد سے مانگے تو اور وہ اسے دے یہ نہ دے، اور یہ اس لیے کہ یقینا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، اور جو آپ کی عیالت میں ہیں اس سے شروع کر) صحیح مسلم (96/3) ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ :

آپ سے کہا گیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری عیالت میں کون ہیں ؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا : تیری بیوی تیرے عیال میں شامل ہے ۔ مسند احمد (524/2) ۔

اہل علم کے اجماع کی دلیل :

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی المغنی (564/7) میں کہتے ہیں :

خاوندوں پر جب وہ بالغ ہوں تو ان کی بیویوں کے نان و نفقہ کے وجوب پر اہل علم کا اتفاق ہے، صرف نافرمان بیوی کا نہیں، اسے ابن منذر وغیرہ نے ذکر کیا ہے ۔

سابقہ نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتیں ہیں کہ آدمی پر اس کے گھر والوں کا نان و نفقہ اور ان کی ضروریات و مصالح پوری کرنا اور ان کا خیال رکھنا واجب ہے، اور اس کا بہت ساری احادیث نبویہ میں بھی ثبوت ملتا ہے، جو اس فضیلت کو بیان کرتی ہیں اور یہ کہ ایسا کرنا اللہ تعالی کے ہاں اعمال صالحہ میں شمار ہوتا ہے ۔

جیسا کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالی کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ اس میں اجر و ثواب کی نیت رکھے تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے) صحیح بخاری (136/1) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

بالاجماع اہل وعیال کا نان و نفقہ مرد پر واجب ہے ، شارع نے اسے صدقہ صرف اس لیے کہا ہے کہ واجب کی ادائیگی سے کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس میں اجر و ثواب ہی نہیں ، اور صدقہ میں تو انہیں اجر و ثواب کا علم ہے ہی ، تو اس لیے انہیں یہ بتایا کہ کہ ان کے لیے صدقہ ہے تا کہ وہ اسے اپنے اہل وعیال کے علاوہ کہیں اور نہ دیتے پھریں لیکن اگر جب انہیں کافی ہوجائے تو پھر وہ باہر بھی صدقہ نکال سکتے ہیں ، تو اس میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واجبی صدقہ کو نفلی صدقہ پر مقدم کرنے کی ترغیب دلائی ہے ۔ اھ فتح الباری (498/9) ۔

سعد بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا :

(تو جو بھی اپنے اہل وعیال پر خرچہ کرے اور نان و نفقہ دے تجھے اس پر اجر دیا جائے گا ، حتی کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا) صحیح بخاری (164/3) صحیح مسلم حدیث نمبر (1628) ۔

اور ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(ایک دینار تو وہ ہے جو تو اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرے ، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا ، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا ، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب والا دینار وہ ہے جسے تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا) صحیح مسلم (692/2) ۔

اور کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں کچھ اس طرح وارد ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی چستی و نشاط اور قوت دیکھی تو انہیں بہت پسند آئی تو وہ کہنے لگے کاش یہ فی سبیل اللہ ہوتی ؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

(اگر تو یہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی روزی تلاش کرنے نکلا ہے تو یہ فی سبیل اللہ ہے ، ، اور اگر یہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرنے کے لیے نکلا ہے تو پھر بھی فی سبیل اللہ ہے ، اور اگر یہ اپنی عفت و عصمت کے لیے نکلا ہے تو پھر بھی یہ فی سبیل اللہ ہے ، اور اگر یہ ریاء کاری اور فخر کرنے کے لیے نکلا ہے تو یہ شیطان کے راستے میں ہے) اسے طبرانی نے روایت کیا ہے دیکھیں صحیح الجامع (8/2) ۔

سلف رحمہ اللہ تعالی نے اس واجب کو صحیح سمجھا تھا جیسا کہ حق ہوتا ہے ، جو کہ ان کی عبارتوں میں بھی ظاہر ہوتا ہے ، امام ربانی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

اس کے علاوہ کمائی خرچ کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں حتی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی ۔ دیکھیں السیر (399/8) ۔

اور دوسری جانب آپ کی بیوی کو یہ علم ہونا چاہیے کہ خاوند پر خرچ اور نان و نفقہ تو اسی حساب سے جتنی اس کی طاقت ہو اور مالی امکانیات کے مطابق ہی ہوگا ، جیسا کہ اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے :

.{اور کشادگی والے کو اپنی کشادگی میں سے خرچ کرنا چاہیے، اور جس پر اس کی روزي تنگ کردی گئی ہو وہ اللہ تعالی کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرے، کسی بھی نفس کو اس کی دی گئی قوت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جاتا، عنقریب اللہ تعالی مشکل کے بعد آسانی پیدا فرمادے گا}.

تو اس لیے بیوی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مطالبات میں کثرت کرکے اپنے خاوند کے معاملات میں مشکلات اور دشواری پیدا کرے، اور اس پر خرچہ کرنے میں تنگ کرے، کیونکہ ایسا کرنا حسن معاشرت نہیں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب آپ بیوی کی جائز طلبات کو تسلیم کرتے ہوئے معقول مطالبات مان لیں اور بیوی کو آپ بغیر احسان جتلاتے ہوئے بغیر ایذاء دیتے ہوئے یہ یاددہانی کرائیں کہ آپ نے اس کی کتنی طلبات پوری کی ہیں جب اس میں اس کی طاقت تھی، وہ انہیں کتنی جلدی پوری کرتا رہا ہے، اور آپ بیوی کو اس پر راضی کریں کہ جب طاقت ہوگی تو پھر ایسا ہی ہوگا لیکن ابھی وہ مزید مطالبات سے رک جائے۔

اور اسی طرح اس سے بڑے نرم لہجے میں بغیر کسی لڑائی اور غصہ کے گفتگو کریں اور اسے سمجھائیں کہ جو کچھ وہ مانگ رہی ہے وہ باقی خرچہ پر اثرانداز ہوگا مثلا گھر کے کرایہ وغیرہ پر اگر وہ نہیں مانگے گی تو یہ سب خرچے آسان ہوجائیں گے اس طرح کی بات کرکے ممکن ہے آپ اسے کچھ مطالبات میں کمی کرنے پر راضی کرسکیں۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ مالی کمی اس وقت جاتی رہتی ہے جب کوئی اچھی بات اور اچھے وعدے کرلیے جائیں، اور پھر جب اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں رشتہ داروں اور اقرباء کو مال دینے اور ان سے صلہ رحمی کرنے کا ذکر کیا تو اللہ تعالی نے اس انسان کے تصرف کے بارہ میں بھی ذکر کیا جس کے پاس رشتہ داروں کو دینے کے لیے مال نہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر تجھے ان سے اپنے رب کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے منہ موڑنا پڑے تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھادیں}.الاسراء (28)۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

اللہ تعالی کا یہ فرمان :

.{اور اگر تجھے ان سے اپنے رب کی رحمت جس کی تو امید رکھتا ہے کی وجہ سے منہ موڑنا پڑے}.

یعنی جب آپ کے رشتہ دار اور جنہیں ہم نے دینے کا حکم دیا ہے آپ سے مانگے اور آپ کے پاس کچھ نہ ہو اور آپ ان سے نفقہ نہ ہونے کی بنا پر منہ پھیر لیں تو پھر .{تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھادیں}. یعنی آپ ان سے بڑے نرم انداز اور سہولت سے وعدہ کرلیں کہ جب آپ کے پاس اللہ تعالی کا رزق آئے گا تو ہم آپ کو ان شاء اللہ دیں گے۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ حسن خلق اور اچھا معاملہ اس سب قسم کی تنگی کو جس میں آپ ہیں ختم کردے گا، اس لیے آپ صبر و تحمل اور اچھے انداز سے معاملات کو چلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ بیوی کو نصیحت کرتے رہیں اور دعوت دیتے رہیں۔

اور اگر اس کے باوجود بھی معیشت اور زندگی میں تنگی اور خرابی ہو اور آپ دونوں کے مابین حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہوجائے حتی کہ بالکل بند راستے پر پہنچ جائے اور برائی کو ختم کرنے میں آپ کی کوششیں کامیاب نہ ہوں اور آپ دونوں اکٹھے نہ رہ سکنے کی طاقت رکھتے ہوں تو پھر ایسی حالت میں طلاق مشروع ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق ہی دونوں فریقوں کے لیے بہتر ہو جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اوراگروہ دونوں علیحدہ ہوجائیں تواللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک غنی کردے گا اوراللہ تعالی بڑی وسعت والا جاننے والا ہے}.

واللہ اعلم.